

خُدا کی مسلسل دُعا کے جواب میں

نمبر 3376

ایک خطبہ

شائع شدہ بروز جمعرات، 16 اکتوبر 1913

بیان فرمودہ از سی۔ ایچ۔ اسپروژن

میٹروپولیٹن ٹیبرنیکل، نیوننگٹن

بروز جمعرات شام، 2 جولائی 1868

”بے شک بارش کی کثرت کی آواز ہے۔“

سلاطین 141:18

اس روایت سے ہم یہ سیکھ سکتے ہیں کہ حالات کبھی اتنے برے نہیں ہو سکتے کہ خُدا اپنے وقت پر ربائی نہ بخش سکے۔ فلسطین کی سرزمین تین برس تک باران سے محروم رہی۔ مشرق کے سفر کرنے والے ہمیں بتائیں گے کہ وہ مُلک ہمیشہ ہی جلا ہوا اور سُوکھا نظر آتا ہے، مگر جب بادل متفرق ہو گئے اور سب چراگاہیں غبار میں بدل گئیں، اُس وقت وہ کس قدر ویران منظر ہوگا، یہ میں مشکل ہی سے تصوّر کر سکتا ہوں۔ یقیناً یہ نہایت ہی ہولناک اور رقت انگیز حالت رہی ہوگی، جب مویشی ہلاک ہو گئے اور لوگ قحط و بھوک سے مرنے کے قریب تھے۔

تو بھی، اگرچہ حالت سخت شومہ تھی، جب بادل مدت سے غائب ہو چکے تھے، جب تین برس کے بچے بھی نہ جانتے تھے کہ بارش کی بوند کیا ہوتی ہے، جب آسمان غریب و جفا رسیدہ انسانوں کے سروں پر پینٹ کی مانند ہو گیا تھا، اُسی وقت خُدا کا کلام! ایلہا پر نازل ہوا، کہ ”پھر بھی بارش ہوگی۔“ سو ہمت بندھاؤ

اگر زمانے خطرہ سے لبریز ہوں، اگر بہادروں کے دلوں میں بھی اندیشہ پیدا ہوں، اگر بے ایمانی انجیل کے نُور کو بجھانے پر تلی ہو، یا رُومیت ایسا معلوم ہو کہ مسیح کے نام کو زمین سے محو کر دے، تب بھی خُدا ظاہر ہو سکتا ہے۔ اور اگر کوئی ایک کلیسیا باقی رہ جائے اور خُداوند بادلوں کو حکم دے کہ اُس پر بارش نہ برسائیں، اُس کی باڑھیں ٹوٹ جائیں، جنگل کا جنگلی سُور اُسے تباہ کرے، اور وہ بالکل ہی یتیم و بے سہارا نظر آئے، تو بھی دن کے آخری پہر میں، جب اُس کی امید بجھنے کو ہو، یہو وہ، اُس کا دوست، اُس کی مدد کو آ سکتا ہے۔ اور یہی حال ہماری ذاتی زندگی میں بھی ہے۔

اگر ہم اُس حالت تک پہنچ جائیں کہ اُٹنے کی پیالہ میں صرف ایک مٹھی باقی ہو، اور تیل کی گُوزہ میں صرف ایک بوند بچی ہو، اگر ہم اتنے نیچے گر جائیں کہ اب مدد آ بھی جائے تو گویا دیر ہو گئی ہو، یا آ ہی نہ سکتی ہو، تب بھی خُداوند، جو بگولے میں راستہ بناتا ہے اور بادلوں کو اپنے قدموں کی غبار بناتا ہے، آسمان سے آ سکتا ہے۔ کروی اور سیراف پر سوار ہو کر وہ شاہانہ جلال کے ساتھ تیزی سے اُتر سکتا ہے اور اپنے محتاج بندوں کو فریاد رسی بخش سکتا ہے۔ پس اُٹے، ناامیدی کو دور بھگائیں۔ یہو وہ کی دُنیا میں اُس کے لیے کوئی جگہ نہیں۔ جب تک وہ سلطنت کرتا ہے، زمین شادمان ہو، اور اُس کی اُمت امید سے اُس کا انتظار کرے۔

پھر ہم یہ سبق بھی سیکھتے ہیں، کہ جب دُعا کسی امر کے لیے کی گئی ہو تو یہ ہمارا فرض اور مراعات ہے کہ اُس کے جواب کی توقع رکھیں۔ ہم بعض اوقات دُعا کرتے ہیں اور کچھ پاتے نہیں؛ مگر عموماً اِس لیے کہ ہم نے غلط مانگا۔ یا اگر ہمیں یقین ہو کہ درخواست درست تھی، تو بھی ہم نے اُس قانون کو بھلا دیا جو فرماتا ہے: ”ایمان سے مانگے اور ہرگز شک نہ کرے، کیونکہ شک کرنے والا سمندر کی لہر کی مانند ہے جو ہوا سے بہکائی اور اُچھالی جاتی ہے۔ وہ شخص خُداوند سے کچھ پانے کی امید نہ رکھے۔“

اب اگر ہم ایمان سے مانگتے ہیں تو یقیناً توقع بھی ایمان کے ساتھ رکھیں گے۔ اگر ہم بارش کے لیے دُعا ایمان سے کریں تو کرم کی چوٹی پر جا کر بادل کو ڈھونڈیں گے۔ اگر پہلی بار کوئی نشان نہ ملے تو ہم گپہزی کو سات بار بھیجیں گے، اور مسلسل دُعا میں ثابت قدم رہیں گے، یہ یقین رکھتے ہوئے کہ یہو وہ جھوٹ نہیں بول سکتا، بلکہ جیسے وہ زندہ ہے، وہ اپنے کلام کے موافق وفادار ہے اور اپنے وعدہ کو اُن پر پورا کرے گا جو اُس پر بھروسہ رکھتے ہیں۔

ایلہا کی دلیری پر غور کرو کہ اُس نے احاب کے پاس جا کر، اُس وقت بھی جبکہ بادل نظر نہ آیا تھا، بلکہ اپنے خادم کو بھی بھیجنے سے پہلے، یہ کہہ دیا، ”بارش کی کثرت کی آواز ہے۔“ یہ آواز کیا تھی؟ میں نہیں جانتا۔ غالباً احاب نے تو نہ سنی، نہ ہی کسی اور نے اُس کو پہچانا، مگر ایلہا نے سن لی۔ ایمان کے کان نہایت تیز اور باریک ہوتے ہیں۔ وہ برکت کے آنے کی چاپ سنتے ہیں، فرشتوں کے قدموں کو پہچانتے ہیں جو یعقوب کی سیڑھی پر اترتے ہیں۔

خُدا نے اُس کی سنی، اور اُس نے خُدا کی سنی۔ خُدا اُس کے سرگوشیوں اور خیالات کو جلدی سے سنتا ہے، اور وہ خُداوند کے راز کو جانتی ہے، کیونکہ وہ اُن کے ساتھ ہے جو اُس سے ڈرتے ہیں۔ اور اُنکے دیکھنے سے پہلے، کان سننے سے پہلے، یا انسان کے دل میں خیال آنے سے پہلے ہی، وہ سمجھ لیتی ہے کہ برکت آنے والی ہے۔

یقیناً ایمان برگزیدگان خُدا میں کچھ مُقدس الہامی حسیات ہوتی ہیں، اور چونکہ ایمان خُدا کی طرف سے آتا ہے، وہ ہمیشہ اپنے اُلی باپ کے ساتھ تعلق رکھتا ہے جس نے اُسے جنم دیا۔ جیسے سمندر کی تہ سے اُٹھائی ہوئی صدف ہمیشہ سمندر کی گرج کی سرگوشی رکھتی ہے، ویسے ہی ایمان یہو وہ کی جنبش کی آواز کو سنتا رہتا ہے۔ اگر اور کوئی نہ سنے، تب بھی وہ پہچان لیتا ہے۔

میں نے اسی حقیقت کو آج رات ایک تمثیل کے طور پر برتنا چاہا ہے کہ ایمان کچھ نشان دیکھ لیتا ہے کہ کلیسیا میں جاگرتی اور حقیقی بیداری آنے کو ہے۔ یہ پہلا نکتہ ہوگا۔ پھر، کچھ نشان ایسے ہیں جو ایمان فرد کے دل میں آنے والی خوشی اور سلامتی کو پہچان لیتا ہے۔ یہ دوسرا نکتہ ہوگا۔

— پس اوّل

۱

کچھ خاص نشان اور علامتیں ہیں جنہیں دُعا کرنے والا ایمان صاف طور پر پہچانتا ہے کہ جب ایک جاگرتی، حقیقی بیداری آنے : کو ہو۔

یہ نشان کیا ہیں؟ میں نہیں جانتا کہ وہ اِس وقت لندن کی کلیسیاؤں میں ظاہر ہیں یا نہیں۔ میں نہیں جانتا کہ وہ کہیں اور ظاہر ہیں یا نہیں۔ مگر یہ ضرور جانتا ہوں کہ جہاں کہیں وہ ہیں، وہاں وہ اُندہ آنے والے واقعات کے سائے ہیں، اور اُن میں سب سے پہلا نشان یہ ہے کہ موجودہ حالت سے بڑھتی ہوئی بے اطمینانی پیدا ہوتی ہے اور کلیسیا کے اراکین میں رُوحوں کی نجات کے لیے بڑھتی ہوئی بے قراری جاگزیں ہوتی ہے۔ تبدیلی دل کا نہ ہونا ایک نہایت ہی بولناک بات ہے، مگر تبدیلی نہ دیکھتے ہوئے بھی مطمئن رہنا ہمیشہ اُس سے بدرجہا زیادہ بولناک ہے۔ اگر کلیسیا کی بڑھوتری میں کچھ وقفہ آ جائے تو شاید میں اپنے دل کو کچھ سکون کے ساتھ سنبھال لوں، اگر میں دیکھوں کہ سب اراکین اُس بابت غمگین اور مضطرب ہیں۔

لیکن اگر کبھی ہم اِس حال کو پہنچ جائیں—خُدا کرے ہم کبھی نہ پہنچیں!—کہ کوئی تبدیلی نظر نہ آئے، اور پھر بھی ہم سب کہیں: ”پھر بھی ہماری جگہ بھری رہتی ہے، فلاں فلاں اشخاص آتے ہیں، ہم خود رُوحانی خوراک سے سیر ہوتے ہیں، اور بس یہی کافی ہے۔“ تو میں کہتا ہوں، اگر ایسا کبھی ہو، تو یہ دن رات کے ماتم کی بات ہوگی، کیونکہ یہ اِس امر کی علامت ہوگی کہ خُدا کا رُوح کچھ عرصہ کے لیے ہم کو چھوڑ گیا ہے۔

آہ! کاش کہ لندن کی وہ کلیسیائیں جہاں جماعتیں چھوٹی ہیں، اور تبدیلیاں نہایت کم ہیں، وہ ٹاٹ اوڑھیں اور اپنے سروں پر راکھ ڈالیں! کاش وہ روزہ کا دن بُلا کر، اپنی رُوح کی کڑواہٹ میں خُداوند کے سامنے فروتنی اختیار کریں! کیونکہ جب ایسا ہوگا، تب یہو وہ کا ہاتھ اُن کی طرف فضل سے پھرے گا اور وہ جلد ہی فرزندوں کی خوش نصیب مائیں بن جائیں گی۔

جب تک کلیسیا اپنی بانجھ حالت پر قانع ہے، وہ بانجھ ہی رہے گی۔ مگر جب وہ اپنی رُوح کی ادیت میں چیخ اُٹھے گی، تب یہو وہ اُسے یاد کرے گا۔ وہ اپنی اُمت کی فریاد سنتا ہے، مگر جب وہ فریاد نہ کرے بلکہ اپنی ویرانی میں چین سے پڑی رہے، تب اُس کی ویرانی باقی رہے گی اور اُس کے دُکھ بڑھائے جائیں گے۔

اے عزیزو! یہ تمہارے ذاتی دلوں کے تجسس کا معاملہ ہونا چاہیے کہ کہیں تم میں سے کوئی صیّون میں آرام سے تو نہیں بیٹھا؟ کہیں تم میں سے کوئی بھلائی کیے بغیر قانع تو نہیں؟ کیونکہ جس قدر تم ایسے ہو، اُسی قدر تم کلیسیا کو بُرائی سے اُلودہ کر رہے ہو۔ مگر دوسری طرف میں پوچھتا ہوں، کیا تم نے کبھی اِس بڑے شہر کے سب گناہوں پر آہیں بھرنا اور رونا سیکھا ہے؟ کیا تم نے کبھی اپنے وطن کی سب مکروہات کو دل پر لیا ہے؟ کیا تم نے کبھی اُن لاکھوں کروڑوں بُت پرست اقوام کو یاد کیا ہے جو بغیر نجات دہندہ کے مر رہے ہیں؟ اگر تم ایسا کرتے ہو، اور ہم سب ایسا کریں، تو زیادہ دیر نہیں گزرے گی کہ خُدا زمین پر نظر کرے گا اور فضل کی بارش بھیجے گا، کیونکہ یہ مسیحی دلوں کی بے قراری اُس آنے والی بارش کی کثرت کی آواز ہے۔

ایک اور علامت کہ بڑی برکت قریب ہے، یہ ہے کہ یہ بے قراری ایمانداروں کو نہایت جوش اور اصرار کے ساتھ دُعا کرنے پر آمادہ کرتی ہے۔ جب ایک ایک کر کے اپنی اپنی کوٹھریوں میں وہ بادشاہ کے یاد دہانی کرنے والے بن جاتے ہیں اور دن رات اُس کے سامنے عرض رکھتے ہیں۔ جب گھر میں دو دو اور تین تین مل کر دُعا ایسی جوش سے کرتے ہیں کہ وہ آہیں بھرنے اور ”فریاد کرنے لگتی ہے، کہ“ اے خُدا، سرزمین کو یاد فرما اور برکت بھیج

جب کلیسیاؤں میں دُعا کی رُوح کو واعظ کے ابھارنے کی حاجت نہ ہو، بلکہ وہ عام اور خود بخود ہو۔ جب اراکین دُعا کی مجالس میں شامل ہونا اپنے ضمیر کا فرض اور خوشی کا اعزاز جانیں۔ اور جب وہاں وہ خطبے نہ دیں، نہ ہی اپنے ہم جماعتوں کے سامنے مذہبی تحقیقات بیان کریں، بلکہ ایلہاء کی مانند ہوں جو کرمل پر گھٹنوں کے بل بیٹھا، سر کو گھٹنوں کے درمیان رکھے، یا یعقوب کی مانند بیوقوف پر، جب اُس نے کہا: ”جب تک تُو مجھے برکت نہ دے میں تجھے نہ چھوڑوں گا۔“ تب یقین رکھو کہ برکت اُنے کو ہے، کیونکہ یہ نشان کبھی ناکام نہیں ہوا۔

جہاں کہیں بھی ایسی کثرت کی دُعا ہو، وہاں جلد ہی کثرت کی برکت بھی ہوگی۔ بعل کے پرستار چاہیں اُس سے دُعا کریں اور وہ جواب نہ دے، چاہیں وہ اپنے آپ کو پتھروں سے کاٹیں اور اُس کے مذبح کو اپنے خون سے بھر دیں، مگر یہو وہ ہمیشہ اپنی اُمت کے جوش کو دیکھتا ہے، اور ضرور اپنے برگزیدوں کا بدلہ لے گا، گو وہ اُن کے ساتھ دیر تک برداشت کرتا رہے۔ وہ انہیں اُن کے دل کی مراد بخشے گا۔

کاش ہم اس کو اپنی کلیسیا میں دیکھیں—جیسا کہ ہم نے پہلے دیکھا ہے—کاش ہم اسے اپنے درمیان پھر دیکھیں! کاش ہم اسے مسیحی دُنیا کے ہر گوشے میں دیکھیں، لندن کی ہر کلیسیا میں، برطانوی سلطنت کی ہر کلیسیا میں، امریکہ میں، اور جہاں کہیں ایماندار ہوں—رُوحوں کے لیے ایک گہری اور مقدس بے قراری، جو ایمانداروں کو چین نہ لینے دے، بلکہ انہیں خُدا کے حضور مسلسل فریاد کرنے پر ابھارے، تاکہ وہ اپنی طاقت کو جگائے اور اپنا بازو کھول دے۔

تیسری علامت—اور وہ زیادہ قریب کی ہے کیونکہ وہ پہلی دو کی پیداوار ہے—یہ ہے کہ جب خادم آپس میں مشورہ کرنے لگتے ہیں اور کہتے ہیں، ”ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ کلیسیا سرگرم ہے، ہم بھی اُس کے جوش میں شریک ہیں؛ کیا کریں کہ زیادہ مفید ہوں، ”زیادہ رُوحیں مسیح کے لیے جیتیں؟“

یہ بڑی برکت کی علامت بن جاتی ہے جب منادی کرنے والے انجیل کو زیادہ پُورے طور پر، زیادہ سادگی سے، زیادہ محبت سے، اور پہلے سے زیادہ رُوح القدس پر انحصار کے ساتھ سناتے لگتے ہیں۔ جس قدر فصاحت کو کم سمجھا جائے، خطابت کو کم عزت دی جائے، لمبے لفظوں کو کم سراہا جائے، اور سادگی، کلام کی سچائی، دلیری اور جوش کو زیادہ ڈھونڈا جائے، اُسی قدر برکت ضرور آئے گی۔ خُدا کے لوگوں کی سب دُعائیں اور اُن کے اُنسو بے کار ہیں جہاں خدمت غیر یقینی آواز دیتی ہے۔

خُدا اپنی تالکستان کو ایسے بادل سے کیسے برکت دے گا جس میں بارش ہی نہیں؟ وہ اپنے لگائے ہوئے پودوں کو ایسے حوض سے کیسے سیراب کرے گا جس میں پانی ہی نہیں؟ آہ بھائیو! اگر ہم میں سے کسی نے اُس وقت فلسفیانہ مضامین پیش کیے ہیں جب اُسے سادہ انجیل سنائی چاہیے تھی، اگر ہم نے شعری جملے اور پُر تکلف عبارتیں گھڑنے کی کوشش کی ہے جب ہمارے جملے مختصر اور تیز ہونے چاہیے تھے جیسے انسان کے ضمیر میں خنجر، اگر ہم نے محض عقیدہ کو بلند کیا ہے مسیح کو سرفراز کرنے کے بجائے، اور خط کا پرچار کیا ہے رُوح کو بھلا کر، تو خُدا ہمیں اس بڑے قصور کی معافی دے، اور اب سے ہماری مدد کرے کہ ہم پھر سے سیکھنا شروع کریں کہ سچا پرچار کیا ہے، کہ یسوع کے قدموں پر بیٹھیں اور اُس سے سیکھیں کہ انسان کے دل کی کنجیوں کو کیسے چھوئیں، اور اُس کے رُوح کی قوت سے انسانوں کو یہ پکارنے پر لائیں: ”ہم کیا کریں کہ نجات پائیں؟“

اے مسیح میں بھائیو جو انجیل سناتے ہو، یہ میری باتیں محض خدمت عامہ پر تنقید کے طور پر نہیں ہیں۔ بلکہ ہم سب پر تنقید اور محبت بھرا مشورہ ہیں۔ اگر ہم برکت پانے کو ہیں، تو یقین رکھو ہمیں صلیب کے قریب آنا ہوگا۔ ہمیں انسانی علم کی قیمت کم کرنی ہوگی اور مسیح کی قیمت بے حد زیادہ کرنی ہوگی۔ اور پھر، یہ سب پا لینے کے بعد، ہمیں بلند آواز سے پکارنا ہوگا اور دریغ نہ کرنا ہوگا، اور ہمارا پیغام ہمیشہ نجات کے متعلق ہونا چاہیے۔

ہمیں کچھ عرصہ کے لیے خُدا کی مشکل اور گہری باتوں کو ایک طرف رکھنا چاہیے اور اپنی ساری طاقت اسی ایک حقیقت پر لگانی چاہیے کہ یسوع مسیح دُنیا میں گنہگاروں کو نجات دینے آیا، اور جو کوئی اُس پر ایمان لائے وہ ہلاک نہ ہوگا بلکہ ہمیشہ کی زندگی پائے گا۔ جہاں یہ عام طور پر ہونے لگے گا، وہاں بے شک بارش کی کثرت کی آواز ہوگی۔ خُدا ہمیں زیادہ ہالیبرٹنز، زیادہ مک شینز، زیادہ ہیرنگٹن ایونز، زیادہ ایسے مرد بخشے جن کی مانند جان نیوٹن، جناب وائٹ فیلڈ اور ویسلیز تھے، اور جب ہمیں ایسے خادم ملیں گے تو ہم یقین رکھیں گے کہ یہ خُدا کی برکت کی علامت ہے، اور یہ بارش کی کثرت کی آواز ہے۔

میں نے ابھی تک اُن سب نشانوں کی فہرست مکمل نہیں کی جو فضل کی بارش کے آنے کی بشارت دیتے ہیں۔ ضرور یہ یقین ہو گا کہ بارش برس رہی ہے، اور کلیسیا کے نازک فرش پر پہلی بوندیں ٹپک رہی ہیں، جب ہم دیکھیں گے کہ انفرادی جواب دہی کی تعلیم کو کلیسیا میں پوری طرح محسوس کیا گیا اور ہر شخص اپنے عمل میں اُسے بجا لایا۔ میرا ایمان ہے—اگرچہ میں نہیں جانتا کہ تم میں سے کوئی ان میں سے ہے یا نہیں—کہ مسیحی لوگوں کا ایک بڑا ہجوم ایسا ہے جو سمجھتے ہیں کہ دین ایک خدمت گزاروں کا کام ہے، اور خدمت گزاروں پر لازم ہے کہ وہ سچی دیانت کے علم کے پھیلاؤ کے لئے اپنی پوری کوشش کریں۔

یقیناً وہ شہر کے مبشروں، بائبل کی خادماؤں اور اُن نیک مردوں و عورتوں کو بھی شامل کرتے ہیں جو اپنے سارے وقت کو ایسے کام کے لئے وقف کر سکتے ہیں، مگر یہ تصور کہ ہر نجات یافتہ مرد کسی نہ کسی پہلو سے خادم ہے، اور ہر تبدیل شدہ عورت کو بھی مسیح کے لئے خدمت کا حصہ بجا لانا ہے، یہ خیال اُن کے دل میں آتا ہی نہیں۔ وہ یہ خواب بھی نہیں دیکھتے کہ بدن کا ایک عضو فعال ہو اور باقی سب بے حس اور بے کار پڑے رہیں۔

جب یہ مانا جائے گا کہ پاؤں کے لئے بھی اتنا ہی کام ہے جتنا سر کے لئے، اور اُن اعضا کے لئے بھی جو بے رونق ہیں اتنا ہی کام ہے جتنا اُن کے لئے جو جلال سے آراستہ ہیں، جب غریب محسوس کریں گے کہ کلیسیا اُن کے بغیر قائم نہیں رہ سکتی، اور دولتمند یہ جان لیں گے کہ اُن کے اپنے دائرہ زندگی میں اُن پر کام لازم ہے، جب ناخواندہ بھی مسیح کی بات کریں گے جیسے تعلیم یافتہ کرتے ہیں، جب دائی لڑکی، باورچی خانے کی خادمہ، کھڈی اور ہل کا مزدور سب ایک ہی جوش سے بھرے ہوں گے، جب خدائی حرارت عالم اور جاہل دونوں میں شعلہ بن کر بھڑکے گی، جب یہ جوش پارلیمنٹ کے اراکین کے دل میں بھی بھڑکے گا، جب یہ ملک کے سب سے بلند اور سب سے پست مقامات میں بھی پایا جائے گا، جب ہر مسیحی یہ محسوس کرے گا کہ وہ اپنا نہیں بلکہ قیمت دے کر خریدا گیا ہے، جب وہ اپنے اوپر خون کی مہر کو دیکھے گا اور رسول کے ساتھ کہے گا، ”میں اپنے بدن میں خُداوند یسوع کے داغ اُٹھائے پھرتا ہوں،“ جب وقف شدہ زندگی خانقاہوں اور راہب خاتونوں میں نہیں بلکہ جھونپڑیوں، حویلیوں اور محلوں میں، دولت و فیشن کے مسکنوں میں بھی، اور فاقہ زدہ مکانوں میں بھی بسر کی جائے گی، جب خدا کے مرد دنیا میں خدا کے مرد بن کر نکلیں گے اور یوں جییں گے جیسے پولس جیا، کہ اُن کے لئے جینا مسیح ہی ہے۔ تب، اے بھائیو، ”بارش کی کثرت کی آواز“ سنائی دے گی۔

حقاً، حقاً، میں تم سے کہتا ہوں کہ جاپان، ہند، اور چین کی تبدیلی کی نہ سوچو، نہ ہی گوش کے خدا کی طرف رجوع کرنے کی۔ ہمیں پہلے اپنے آپ کو خدا کی طرف پھیرنے کی ضرورت ہے۔ خدا کی کلیسیا ابھی بڑی برکت پانے کے لئے تیار نہیں۔ اگر وہ پہلے رُوح القدس اور آگ میں بپتسمہ نہ پائے، تو وہ اُن بڑے کاموں کے لئے لائق نہ ہوگی جو خدا چاہتا ہے کہ وہ بہت جلد کرے۔

دنیا نجات پائے گی، مگر پہلے کلیسیا کو زندہ کیا جانا چاہئے۔ قومیں بدلیں گی، مگر سب سے پہلے خدا کی کلیسیا کو جگایا جانا چاہئے۔ آگ صیون سے نکلے گی، مگر پہلے صیون ہی کے چولہے پر شعلہ ور ہونی چاہئے۔ کچھ نہیں سے کچھ نہیں پیدا ہوتا، اور اگر کلیسیا صفر ہو جائے تو وہ کچھ نہیں کرے گی۔ صرف جب وہ خود الہی زندگی کو پورے زور سے رکھے گی، تب ہی وہ خدا کے لئے ایسا کام کرے گی جو خُداوند یسوع کے نام کو جلال دے۔

ابھی تک کلیسیا نے وہی نجاتیں پائی ہیں جن کے لئے وہ اہل ہے۔ خدا ہمیشہ ہر کلیسیا کو اُسی قدر برکت دیتا ہے جس قدر وہ لائق ہو۔ اگر وہ اور کے لئے خود کو اہل کرے تو وہ اور بھی پائے گی۔ خدا اپنی کلیسیاؤں کے ساتھ ویسا ہی سلوک کرتا ہے جیسا والد اپنے بیٹوں کے ساتھ کرتے ہیں۔ جب وہ بچے ہوتے ہیں تو تھوڑا ہی پیسہ دیتے ہیں، ایک پیسہ ہی کافی ہوتا ہے، مگر جب وہ جوان ہوتے ہیں تو اور بھی زیادہ ملتا ہے۔ ہمیں تھوڑا دیا گیا ہے کیونکہ ہم صرف تھوڑے کے مالک اور عامل بننے کے اہل ہیں۔ ہم اُس میں بھی وفادار نہیں جو ہمیں دیا گیا، اور اگر ایک قنطار اکثر رومال میں لپٹا رہتا ہے، تو ہم کیسے توقع کریں کہ ہمیں پانچ یا دس قنطار سونپے جائیں؟

پس خدا کلیسیا کو اُس راہ میں جگائے جس کا میں نے نقشہ کھینچنے کی کوشش کی ہے، اور تب ”بارش کی کثرت کی آواز“ —ہوگی۔ اور اب سوچ کی دوسری راہ پر چلتے ہوئے، میں چاہتا ہوں کہ

II

چند لمحے اُن اشخاص کے ساتھ خاموش گفتگو کروں جو دل شکستہ ہیں۔

تم میں سے بعض مایوسی کے دیو کے قلعہ میں جا پھنسے ہو۔ حال ہی میں تم نے اُس کے بے رحمانہ ڈنڈے کا مزہ چکھا ہے۔ تمہیں مردہ ہڈیوں کو دکھایا گیا جو قلعہ کے باہر پڑی ہیں، اور تم سے کہا گیا کہ تمہارے لئے ہلاکت کے سوا کچھ نہیں۔

اب دیکھو، میں یقین کرتا ہوں کہ تم جیسے غمگین اور شکستہ دلوں کے لئے یہ ایک نشان ہے کہ تمہاری جان کا قحط اور خشکی جلد ہی ختم ہوگی۔ تمہاری یہ حالت ہمیشہ قائم نہیں رہ سکتی۔ ہمیشہ ”بارش کی کثرت“ کے آثار پائے جاتے ہیں۔ شاید کچھ نشانیاں اب بھی تمہارے اندر موجود ہوں۔

یہ اُن میں سے ایک ہے؛ جب خدا ہمیں بالکل خالی کر دیتا ہے تو یہی اُس کے ہمیں برکت دینے کا منشا ہوتا ہے۔ جب ہم یہ جان لیتے ہیں کہ ہم کچھ نہیں، اور کچھ نہیں رکھتے جب تک وہ ہمیں اپنے چھپے ہوئے خزانے سے معمور نہ کرے۔ اگر تم خود پر اعتماد رکھتے اور یہ سمجھتے کہ تم اپنے آپ کو سہارا دے سکتے ہو، اور ابھی کچھ ذخیرہ تمہارے پاس ہے جس پر بھروسہ کر

سکتے ہو، تو غالباً یہی حالت تم پر طویل عرصہ قائم رہتی۔ لیکن اگر تم زمین پر گرا دیے گئے ہو، اور اس سے نیچے نہیں جا سکتے، تو جلد ہی تمہیں اُٹھایا جائے گا۔

اگر رات کی گھڑی اپنی تاریکی کی انتہا کو پہنچ گئی ہے تو صبح جلد ہی نمودار ہوگی، اور افق پر پہلی کرنیں سرخی بکھیر دیں گی۔ جب تم اتنے غریب و محتاج ہو جاؤ کہ اپنے اوپر کسی بات میں بھروسہ کرنے کی جرأت نہ پاؤ، اور یوں محسوس کرو کہ اپنا منہ بھی نہیں کھول سکتے مگر یہی فریاد کرو کہ ”اے خُداوند، میرے ہونٹ کھول،“ جب تمہاری ساری حکمت جہالت میں بدل جائے اور ساری عقل جاتی رہے، جب تم سمندر کے بیچ متوالے کی مانند لڑکھڑاؤ اور بہکے ہوئے انسان کی مانند جھومو، اور ”محسوس کرو کہ اپنے آپ کو کچھ مدد نہیں دے سکتے، تب اُس پرانی کہاوت کو یاد رکھو کہ ”انسان کی انتہا خدا کا موقع ہے۔“

تمہیں گھڑا خالی کرنا ہوگا پہلے کہ وہ بھرا جائے۔ تمہیں بٹو جھوٹی سگوں سے خالی کرنا ہوگا پہلے کہ اصلی سگہ اُس میں رکھا جائے۔ تمہیں چھاپچھ کو کوڑے سے خالی کرنا ہوگا پہلے کہ اُس میں گیہوں ڈالا جائے۔ اور خدا تمہیں تمہاری خود اعتمادی اور جسمانی بھروسہ سے خالی کر رہا ہے تاکہ اب مسیح کی معموری خالی گنہگاروں کے لئے ہو، اور مسیح کی دولت فاقہ زدہ گنہگاروں کے لئے ہو۔

اگر تمہارے پاس اپنی باسی روٹی کا ایک ٹکڑا ہے تو تمہیں آسمانی نان نہ ملے گا۔ اگر تمہارے پاس اپنی لیاقت کا ایک پیسہ بھی —بچا ہے تو مسیح تمہارے لئے نہیں

کامل افلاس ہی ہے جو جان کو آزاد کرتا ہے؛ ”ع
جب تک ہم اپنی ایک رتی کو اپنا کہتے ہیں، ہمیں کوئی آزادی نہیں ملتی۔
مگر ہمارے قرض خواہ کتنا ہی بڑا یا چھوٹا کیوں نہ ہو
،جونہی ہمارے پاس کچھ ادا کرنے کو نہیں رہتا
،ہمارا خدا ہم سب کو معاف کر دیتا ہے۔“

پس، تمہارا کچھ نہ ہونا اور کچھ نہ رکھنا، تمہارا رُوحانی معاملات میں بالکل دیوالیہ ہونا، یہ ایک نیک علامت ہے، اور میں اِس پر مالک کا شکر ادا کرتا ہوں۔

یقیناً ”بارش کی کثرت“ کا ایک نشان یہ بھی ہے جب تمہاری جان مسیح سے جدا ہو کر ناقابل بیان غمگین ہو جاتی ہے۔ اگر تم اس دنیا کی خوشیوں میں تسلی پا لیتے تو مجھے اندیشہ ہوتا کہ تمہیں امن پانے میں ابھی دیر لگے گی۔ مگر اگر وہ لذتیں جو کبھی شیریں تھیں اب پھیکی یا کڑوی لگتی ہیں، اگر معاشرتی خوشیاں تمہیں بوجھ لگتی ہیں کیونکہ دل کے اندر ایک خلا ہے جسے وہ پر نہیں کر سکتیں، اگر تم تنہا ہو کر انہیں بھرتے اور روتے ہو کیونکہ تم کچھ چاہتے ہو—نہ جانتے ہو کہ کیا چاہتے ہو—مگر اتنا محسوس کرتے ہو کہ جب تک اپنے خدا کو نہ پاؤ آرام نہ پا سکو گے، تو یہ بے قراری، یہ بے اطمینانی، یہ تڑپ اور یہ آہیں سب نیک نشان ہیں۔ ”مبارک ہیں وہ جو راستبازی کے بھوکے اور پیاسے ہیں، کیونکہ وہ سیر ہوں گے۔“ میں تمہاری اِسی تڑپ میں ”بارش کی کثرت کی آواز“ سنتا ہوں۔

مگر تم میں جو نشان ہیں اُن سے بہتر نشان بھی ہیں۔ کیونکہ اپنے اندر سے جو دلائل ہم نکالتے ہیں وہ اکثر ایوب کے دوستوں کی مانند کمزور تسلی دہندہ ہوتے ہیں—شروع میں دلالت دیتے ہیں مگر آخر میں اور بھی بدتر کر دیتے ہیں۔

لیکن دیکھو، یہ کچھ نشان ہیں جو ”بارش کی کثرت“ کے ہیں۔ سب سے پہلا یہ کہ خدا نے اپنے بیٹے کو گنہگاروں کے لئے مرنے کو بخش دیا۔ تم گنہگار ہو، تم جانتے ہو اور محسوس بھی کرتے ہو۔ اب سنو، گنہگار ایک مقدس چیز ہے۔ رُوح القدس نے اُسے ایسا قرار دیا ہے کیونکہ مسیح ایسے ہی کو ڈھونڈتے اور بچانے آیا۔ اگر خدا نے اپنے عزیز بیٹے کو صلیب کے درخت پر گناہ کی خطا کے بدلے میں بہنے کے لئے دیا، تو وہ کچھ بھی انکار نہ کرے گا۔ ”اُس نے اپنے ہی بیٹے کو دریغ نہ کیا بلکہ“ ہمارے سب کے لئے اُسے حوالہ کر دیا، تو وہ اُس کے ساتھ اور سب چیزیں بھی ہمیں کس طرح نہ بخشے گا؟

صلیب کے قدموں پر کھڑے ہو جاؤ، اور جب یسوع کا خون بوند بوند گر رہا ہو، تو ایمان کے کانوں سے سنو، ضرور اُس میں ”بارش کی کثرت کی آواز“ سنائی دیتی ہے۔

پر وہ زندہ ہے۔ وہ صلیب سے آسمان کو جا چکا ہے، جہاں وہ زندہ ہے اور اپنے باپ کے حضور شفاعت کرتا ہے۔ جیسا لکھا ہے، ”اسی سبب سے وہ اُن کو بھی جو اُس کے وسیلہ سے خدا کے پاس آتے ہیں، بالکل بچا سکتا ہے، کیونکہ وہ ہمیشہ زندہ ہے تاکہ اُن کے لئے شفاعت کرے۔“ اگر تم یسوع کی آواز سنو جو باپ کے تخت کے سامنے اقتدار کے ساتھ شفاعت کرتا ہے، تو تمہیں یقین ہوگا کہ خدا اپنے بیٹے کی درخواست کو رد نہ کرے گا بلکہ اُس کے دُعا کے مطابق کرے گا۔ یہ بھی ”بارش کی

کثرت“ کی ایک اور آواز ہے۔ ”اُس نے خطاکاروں کے لئے شفاعت کی“ یہ تو پھر تمہاری بابت ہے۔ وہ تم جیسے کے لئے شفاعت کرتا ہے۔ اپنی بابت اُسے وکیل بنا دو اور باپ کے فضل پر شک نہ کرو۔

ایک اور مبارک نشان غموں سے دبے دلوں کے لئے رحمت کی کثرت کا، رُوح القدس کا تحفہ ہے۔ رُوح القدس ہمیں دیا گیا ہے۔ یہ دعا کا موضوع ہے کہ وہ ہم پر اُنڈیلا جائے، مگر وہ تو پینتی کوسٹ کے دن کلیسیا پر اُنڈیلا گیا تاکہ ابد تک ہمارے ساتھ رہے۔ پس رُوح القدس یہاں موجود ہے، موجودہ تدبیر کا سردار، اپنی اُمت کے دلوں میں سلطنت کرتا ہے۔ مگر وہ کیوں آیا؟ تاکہ گناہ کا قائل کرے، ہمیں توبہ بخشے، مسیح کو دکھائے، مسیح تک لے جائے، ہم میں ایمان پیدا کرے، اور رُوحانی فیوض و برکات کو ہماری جانوں میں پروان چڑھائے۔ اے دوستو! ہم خواہ کتنے ہی خشک اور مردہ کیوں نہ ہوں، رُوح القدس ہمیں زندہ کر سکتا ہے، اور یہی کہ وہ اپنی اُمت کو دیا گیا ہے ”بارش کی کثرت“ کا ایک اور نشان ہے۔

مگر ایک اور بھی ہے جسے بھولنا نہیں چاہئے، اور وہ ہے تختِ فضل۔ جب میں اپنی خطا اور فساد کو محسوس کرتا ہوں تو مجھے یہ سوچ کر بڑی تسلی ملتی ہے کہ تختِ فضل اب بھی موجود ہے۔ وہ اب بھی قائم ہے۔ شاید میں اُس کے پاس ویسا نہ گیا جیسا جانا چاہئے تھا، شاید مجھے یوں لگے کہ کبھی ویسا جا بھی نہ سکوں گا، میرا دل پتھر کی مانند بوجھل ہو، مگر دیکھو، تختِ فضل اپنی جگہ موجود ہے، اور خدا کا یہ منشا نہیں کہ مجھے برکت نہ دے، وگرنہ وہ اُسے اُٹھا لے جاتا۔ وہ یوں کہہ دیتا کہ ”نہیں، میں تجھے دعا کرنے سے منع کرتا ہوں، میں پھر کبھی تجھے نہ سنوں گا۔“ مگر جب تک وہ خون چھڑکا ہوا تخت قائم ہے، یہ کس کے لئے ہے؟ یقیناً محتاج کے لئے، اُن کے لئے جو دعا کی حاجت رکھتے ہیں۔ اور اُس پر خون گواہی دیتا ہے کہ یہ سُن کے لئے ہے جو خطاکار ہیں اور جنہیں معافی درکار ہے

تختِ فضل اب بھی کھلا ہے ”ع
“یہیں میری جان کو پناہ ملے۔

یہی حقیقت کہ میں دعا کر سکتا ہوں ”بارش کی کثرت“ کا ایک اور نشان ہے۔

اور پھر، کیا یہ ایک اور عظیم رحمت کا نشان نہیں کہ اُس غریب گنہگار کے لئے جو شیطان کے گھسیٹنے سے اپنی خطاؤں کے کانٹوں اور جھاڑیوں سے چھلنی ہو کر زخمی، چاک، ننگا اور خون آلود ہو چکا ہے—کیا یہ اُس کے لئے فضل کی نشانی نہیں کہ انجیل کی صدا ہمیشہ گونجتی ہے، ”اے سب محنت اٹھانے والو اور بوجھ سے دبے ہوئے لوگو! میرے پاس آؤ اور میں تمہیں آرام دوں گا“؟ یہ دعوت ہمیشہ قائم رہتی ہے۔ کبھی یہ رکتی نہیں۔ یہ چاندی کا بگل ہمیشہ بجاتا ہے۔ یہ گھنٹی ہمیشہ بجتی ہے

”آ، خوش آمدید، اے گنہگار، آ۔“ ع

اے سب پیاسے، پانیوں کے پاس آؤ، اور جس کے پاس پیسہ نہ ہو وہ بھی آ کر خریدے اور کھائے؛ ہاں، آ، شیر اور دودھ بلا“ قیمت اور بلا معاوضہ خرید لے۔“ یہ دعوت کیوں؟ کیا یہ استہزاء ہے؟ کیا یہ طنز یا ٹھٹھا ہے؟ کیا خدا دعوت دے کر رد کرنا چاہتا ہے؟ کیا وہ فضل کا دروازہ کھول کر اُسے گنہگار کے منہ پر بند کرنا چاہتا ہے؟ برگز نہیں۔ خدا تیار ہے کہ قبول کرے اور برکت دے، کیونکہ خدا آزادی کے ساتھ دعوت دیتا ہے۔ بلکہ سُن لو، وہ صرف دعوت ہی نہیں دیتا بلکہ حکم دیتا ہے، اور حکم کے ساتھ دھمکی بھی دیتا ہے: ”جو ایمان لائے اور بیٹسمہ لے وہ نجات پائے گا، اور جو ایمان نہ لائے وہ مجرم ٹھہرایا جائے گا۔“ وہ ایمان نہ لانے کو گناہ ٹھہراتا ہے، اپنے اوپر رحم نہ کرنے کو گناہ، اُس فضل کو نہ لینے کو گناہ جو وہ آزادانہ دیتا ہے۔ ہاں، وہ اسے سب گناہوں سے بڑا گناہ ٹھہراتا ہے۔ یہی وہ گناہ ہے جس کے سبب آدمی ہلاک ہوتے ہیں، کہ وہ مسیح پر ایمان نہیں لاتے۔ ”جو ایمان نہیں لاتا وہ پہلے ہی مجرم ٹھہرا ہے، کیونکہ اُس نے خدا کے بیٹے کے نام پر ایمان نہیں لایا۔“

اب دیکھو، اس معاملہ میں خدا کتنا گرم جوش ہے۔ پہلے وہ دعوت دیتا ہے—کیا وہ رد کرے گا؟ پھر وہ حکم دیتا ہے کہ اُو—کیا وہ پھینک دے گا جب تم اُس کے کہنے پر چلو گے؟ پھر وہ دھمکی دیتا ہے اگر تم نہ آؤ۔ اُس کے فیاض دل کیسی ظاہر ہے! اگر تم اُس پر بھروسہ کرو تو وہ تمہیں بچانے سے انکار نہیں کر سکتا۔ تم جو سب سے زیادہ سیاہ، سب سے بدتر اور سب سے ناپاک ہو، اگر اُس پر بھروسہ کرو تو وہ تمہیں رد نہیں کر سکتا۔ اُس نے تو یہ دھمکی دی ہے کہ اگر تم ایمان نہ لاؤ تو وہ تمہیں ہلاک کرے گا؛ تو کیا وہ تمہیں ہلاک کرے گا اگر تم ایمان لاؤ؟ کیسا خدا ہوتا وہ! نہیں! اپنے آپ کو اُس پر ڈال دو۔ اُس کے پیارے بیٹے میں دیے گئے وعدہ پر گر پڑو، اور یقیناً ایسا کرتے ہی تم اپنی پیاسی جان پر وہ بڑی بارش محسوس کرو گے جس کے لئے تم ترس رہے ہو، کیونکہ خود یہ دعوت ”بارش کی کثرت“ کی آواز ہے۔

اے مسیحی بھائیو اور بہنو! میں کہتا ہوں، تم میں سے بعض اوقات بڑی خشکی محسوس کرتے ہو اور چاہتے ہو کہ بارش کی کثرت ہو۔ تو یہ اندرونی پیاس، یہ شدید خواہش، اُس کے آنے کا نشان ہے۔ دعا میں لگے رہو، خواہ تمہیں فی الفور برکت نہ ملے۔ ایک معزز پادری اپنے دوستوں کو یہ مشورہ دیتا ہے کہ اگر دعا میں آزادی نہ ملے تو کوئی لکھی ہوئی دعا پڑھ لو۔ میں کہتا ہوں یہ اُس کا بدترین مشورہ تھا۔ جب تم دعا میں آزادی نہ پاؤ تو دعا کرو تاکہ آزادی پاؤ۔ تختِ فضل کو نہ چھوڑو جب تک وہ آزادی

نہ ملے، اور کسی کھوکھلے سہارے پر راضی نہ ہو۔ لکڑی، لوہے یا پتھر کی لنگڑی ٹیک پر مت ٹیکو۔ حقیقی اور زندہ شراکت مسیح کے ساتھ حاصل کرو، اور سب سے بڑھ کر اس سے ڈرو کہ کہیں جھوٹی مذہب داری حقیقی اور زندہ دینداری کی جگہ نہ لے لے۔

اے عزیزو! کبھی مطمئن نہ رہو جب تک ہر روز مسیح کے ساتھ شراکت میں نہ جیو۔ اُس پیارے آفتابِ فضل کی حضوری کے بغیر مطمئن نہ رہو۔ اُس کے بغیر یہ زندگی موت ہے، اور آئندہ جہان کا خیال جان کے لئے عذاب ہے۔ اور جب تم یوں محسوس کرو کہ اُس کے بغیر کچھ نہیں کرسکتے، اُس کی زندہ حضوری کی حقیقت کے بغیر، جب عبادتیں اور بائبل بھی اُس کے بغیر کافی نہ ہوں، جب تک دل کا کام اور روح کا کام نہ ملے، جب تک جان اور غذائے جان نہ ملے، تب جان لو کہ جلد ہی تم پر برکت کی بڑی بارش ٹپکنے والی ہے۔

خداوند ہمیں اُس کے بغیر بے چین اور غمگین کرے، اُس کے بغیر ہمیں بھوکا اور پیاسا کرے۔ خداوند ہمیں لالچی کرے مگر اُس کے لئے، بے قرار کرے مگر اُس کے بغیر سکون نہ پائے دے۔ اور جب ہم اس حال کو پہنچیں تو وہ ہمیں سیر کرے، اور نفیس شراب دے کہ ہم پیئیں اور خوش ہوں۔ خدا ان باتوں پر برکت دے یسوع کے سبب۔ آمین۔

تفسیر از سی۔ ایچ۔ اسپروجن

مَتی 7

جب ہم پڑھتے ہیں تو ساتھ ہی ساتھ سجدہ اور پرستش بھی کریں، کیونکہ مسیح کے کلام میں الہی فضل کی خوشبو ہے، وہ لامحدود اور قادرِ مطلق ہیں۔ اُن میں زندگی ہے، اور وہ زندگی اپنے سننے والوں کو بھی بخشی ہے۔ ہمارا نجات دہندہ موعظے نہیں بلکہ آیات کی منادی کرتا تھا؛ اُس کے ہر موعظہ میں سونے کے موتی ہیں۔ ایسے نہیں جیسے آدمیوں کے بنائے ہوئے باریک پتے ہوں، بلکہ ٹھوس ڈلیاں، اور اُس سرزمین کا سونا نہایت خالص ہے۔ اُس جیسا کوئی نہیں۔ اسی طرح وہ مَتی کی ساتویں باب میں منادی فرماتا ہے۔

”آیت 1۔“ گناہ نہ کرو تاکہ تم پر بھی گناہ نہ کیا جائے۔

اپنے آپ کو ناقد نہ بناؤ، خصوصاً عبادت کے وقت۔ کلامِ سننے میں سب سے بڑی رکاوٹ اکثر عیب جوئی کی روح ہوتی ہے۔

آیت 1-2۔ “گناہ نہ کرو تاکہ تم پر بھی گناہ نہ کیا جائے۔ کیونکہ جس انصاف سے تم انصاف کرتے ہو اُسی سے تمہارا انصاف کیا جائے گا؛ اور جس پیمانے سے تم ناپتے ہو اُسی سے تمہارے لئے بھی ناپا جائے گا۔ جب خداوند عدالت میں آئے گا تو گویا تخت پر بیٹھنے سے انکار کرسکتا ہے، اور کہہ سکتا ہے: ”یہ آدمی پہلے ہی ایک دوسرے پر عدالت کر چکے ہیں؛ پس اُن کے فیصلے قائم رہیں۔“ اگر وہ ہمیں اُسی طرح جانچے جیسا ہم نے دوسروں کو جانچا تو کون قائم رہ سکتا ہے؟ لیکن اکثر لوگ ہم سے وہی برتاؤ کرتے ہیں جو ہم اُن سے کرتے ہیں۔

”آیت 3۔“ اور کیوں تو اپنے بھائی کی آنکھ کے تنکے کو دیکھتا ہے اور اپنی آنکھ کے شہتیر پر غور نہیں کرتا؟ وہ شہتیر ہے، مگر چونکہ وہ تیری اپنی آنکھ میں ہے تو اُسے نہیں دیکھتا۔ دوسروں کے عیب پر سختی اور اپنے لئے نرمی کیوں؟

آیات 4-5۔ ”یا تو اپنے بھائی سے کیسے کہے گا، آؤ میں تیری آنکھ کا تنکا نکال دوں؟ اور دیکھ، تیری اپنی آنکھ میں شہتیر ہے!“ اے ریاکار، پہلے اپنی آنکھ کا شہتیر نکال، تب تیری نظر صاف ہوگی کہ اپنے بھائی کی آنکھ کا تنکا نکال سکے۔ اے عزیزو! شاید ہم میں ریاکاری کا بڑا ذخیرہ ہے جس کا ہمیں شعور تک نہیں۔ جب ہم دوسرے کو اُس کے عیب کی طرف توجہ دلاتے ہیں تو کہتے ہیں، ”میں سیدھی بات کرنے والا آدمی ہوں، مجھ میں ریاکاری نہیں۔“ مگر حقیقت میں یہی ریا ہے۔ اگر تو واقعی دوسروں کو صاف دیکھنے کا خواہاں ہے تو پہلے اپنے آپ کو دیکھنے میں غیرت مند ہو۔

آیت 6۔ ”پاک چیز کُتوں کو مت دو، نہ اپنے موتیوں کو سُوروں کے آگے ڈالو، ایسا نہ ہو کہ وہ اُنہیں پاؤں تلے روندیں اور پھر پلٹ کر تمہیں پھاڑ ڈالیں۔“

مقدس رازوں کو ہر محفل میں بیان کرنا مناسب نہیں۔ بے دینوں کے درمیان ذکر کرنا توہین کے قریب ہے۔ اپنی تقدیس ہمیں مجبور کرے کہ ایسی صحبت میں لبوں پر مہر رکھیں۔ مگر اس حکم کو ایسا نہ برتو کہ دوسروں کو بھلائی کا حصہ ہی نہ دو۔ خداوند نے کہا ہے: ”ہر ایک مخلوق کو خوشخبری کی منادی کرو۔“ بس عقل سے وقت اور موقع پہچانو۔

آیات 8-7۔ ”مانگو تو تمہیں دیا جائے گا؛ ڈھونڈو تو پاؤ گے؛ کھٹکھٹاؤ تو تمہارے لئے کھولا جائے گا۔ کیونکہ ہر مانگنے والا پاتا ہے؛ اور ڈھونڈنے والا پاتا ہے؛ اور کھٹکھٹانے والے کے لئے کھولا جائے گا۔
یہ دعا کا سب سے سادہ اور مقدس درجہ ہے۔ مانگنے کے ساتھ ڈھونڈنا بھی لازم ہے، اور جب دروازہ بند ملے تو کھٹکھٹانا نہ چھوڑو، کیونکہ پُر عزم دعا ضرور برکت تک پہنچاتی ہے۔

آیات 10-9۔ ”تم میں کون سا آدمی ہے جس کا بیٹا اگر روٹی مانگے تو وہ اُسے پتھر دے؟ یا اگر مچھلی مانگے تو وہ اُسے سانپ دے؟
ہمارا خُداوند ہمیں اصلی چیز دیتا ہے، نقل نہیں۔ کبھی ہمیں دیر تک انتظار بھی کرنا پڑتا ہے، لیکن بہتر ہے انتظار کرنا بجائے اس کے کہ ابھی پتھر یا بچھو پالیں۔

آیات 12-11۔ ”پس اگر تم بُرے ہو کر اپنی اولاد کو اچھی چیزیں دینا جانتے ہو، تو تمہارا آسمانی باپ اپنے مانگنے والوں کو اچھی چیزیں کیوں نہ دے گا؟ اس لئے جو کچھ تم چاہتے ہو کہ لوگ تمہارے ساتھ کریں، وہی تم اُن کے ساتھ بھی کرو؛ کیونکہ ”شریعت اور نبیوں کی تعلیم یہی ہے۔
یہی وہ سنہری قاعدہ ہے جو دونوں تختیوں کو سمیٹ لیتا ہے۔ جس نے اسے اپنایا وہ سنہری زندگی بسر کرے گا۔

آیات 14-13۔ ”تنگ دروازے سے داخل ہو، کیونکہ چوڑا دروازہ اور گُشادہ راستہ ہلاکت کو لے جاتا ہے، اور بہت سے اُس میں ”سے داخل ہوتے ہیں۔ کیونکہ تنگ دروازہ اور سکڑا ہوا راستہ زندگی کو لے جاتا ہے، اور کم ہیں جو اُسے پاتے ہیں۔
تنگ راستہ اختیار کرنے میں شرمندگی نہ کرو۔ وسیع راستہ آخر کار ہلاکت ہے۔ سچے وسیع دل رکھنے والے بھی ہمیشہ تنگ راستے پر چلتے ہیں۔

آیات 25-15۔ ”جھوٹے نبیوں سے ہوشیار رہو، جو تمہارے پاس بھیڑوں کے بھیس میں آتے ہیں مگر اندر سے پھاڑنے والے بھیڑیے ہیں۔ تم اُنہیں اُن کے پھلوں سے پہچانو گے... جو کوئی یہ کلام سنتا ہے اور اُن پر عمل کرتا ہے، وہ اُس عقلمند آدمی کی مانند ہے جس نے اپنا گھر چٹان پر بنایا۔ بارش برسی، ندیاں اُٹھیں، بوائیں چلیں اور اُس گھر پر ٹکرائیں، مگر وہ نہ گرا کیونکہ اُس ”کی بنیاد چٹان پر تھی۔

لیکن جو سنتا ہے اور عمل نہیں کرتا، وہ احمق کی مانند ہے جس نے گھر ریت پر بنایا، اور وہ بڑی تباہی سے گرا۔

آیات 29-26۔ ”جب یسوع نے یہ باتیں ختم کیں تو لوگ اُس کی تعلیم سے حیران ہوئے، کیونکہ وہ شریعت کے علما کی طرح نہیں بلکہ صاحبِ اختیار کی مانند تعلیم دیتا تھا۔